قرآنِ مجید بَصَآئِرُ ہے

گمان رظن رتخیل کی باتیں انسان کیلیے الجھاؤ اور الجھن کا باعث بنتی اور بصارتوں کو دھندلا دیتی ہیں۔ اور بیانِ حقیقت کا وصف یہ ہے کہ بصارتوں کو روشنی، نور دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا

قَدْ جَآءَكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَا ۚ

''(آپ ﷺ فرمائیں) ''بیشک تم لوگوں کے رے رب کی جانب سے آنکھیں کھول دینے والا (قرآنِ مجید) آ گیا ہے،

اس لئے اب جو دیکھتا ہے وہ اس کے اپنے لئے ہے اور جو اندھا رہا اس کا وبال اسی پر ہوگا

وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ۝ اور میں تمہارا کچھ نگہبان نہیں'' (الانعام۔۱۰۴)

جَآءَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ بَصَآئِرُ کا مادہ ب ص ر ہے۔ قوت بینائی (جس میں روشنی اور چمک کا پہلو ہوتا ہے) آنکھ پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ بصیر دیکھنے والے نیز دانا و بینا کو کہتے ہیں اور بصیرت قوت ادراک اور ذہانت وفطانت کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے اپنے بارے میں وہ حقائق بیان فرمائے ہیں جو نیم وا آنکھوں سے بھی دکھائی دینے والے ہیں۔ توحید کو ثابت کرنے والی سیدھی سادی، واضح، عیاں حقیقتیں اس قدر دکھائی دینے والی ہیں کہ بصارتوں کیلئے اللہ کی وحدانیت سے زیادہ واضح اور عیاں کوئی اور شئے نہیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے:

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى ٱلْأَبْصَٰرُ وَلَٰكِن تَعْمَى ٱلْقُلُوبُ ٱلَّتِى فِى ٱلصُّدُورِ ۝

''مگر دراصل بصارتیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں'' (حوالہ الحج۔۴۶)۔

انسان کی اظہار بیان اور عمل کرنے کی صلاحیت اس بات کی محتاج ہے کہ یادداشت میں محفوظ علم تک رسائی ہو اور دماغ سے نکال کر اسے سینے میں لا کر دیکھ سکے۔ دماغ اور کمپیوٹر کا دماغ (hard disk) مکمل اندھیرے میں ہوتا ہے اس لئے اس میں محفوظ علم کو سینے اور مانیٹر کی سکرین ہی پر دیکھا جا سکتا ہے (ماہرین دماغ، اعصاب اور قلب اس نکتے پر توجہ اور تحقیق کریں کہ قرآن مجید عقل استعمال نہ کرنے والوں کو دل کے اندھے قرار دیتا ہے)۔ آنکھیں تو سب کچھ دکھاتی ہیں لیکن اگر دل میں بصیرت نہ ہو تو آنکھوں کا دیکھنا اور نہ دیکھنا ایک جیسا ہو جاتا ہے۔ فرمایا

هَٰذَا بَصَٰٓئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٢٠﴾ (الجاثیة۔۲۰)

''یہ (قرآنِ مجید) لوگوں کیلئے بصیرت افروز اور یقین رکھنے والوں کیلئے ھادی (منزل کی جانب رہنمائی کرنے والا) اور رحمت ہے''۔

زمان میں لوگوں کی اکثریت ہمیشہ نازل کردہ کتاب (حقیقت) سے فرار اور اس سے اجتناب کرنے کی طالب رہی ہے

وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِم بِـَٔايَةٍ قَالُواْ لَوْلَا ٱجْتَبَيْتَهَا ۚ

"اور جب آپ ان کے پاس کوئی آیت نہیں لاتے تو وہ کہتے ہیں ''آپ نے اس کو خود کیوں نہیں منتخب کر لیا؟''

قُلْ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ مِن رَّبِّى ۚ

آپ (ﷺ) جواب دیں ''میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی جانب سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے

هَـٰذَا بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

یہ تمہارے رب کی جانب سے بصیرت افروز پیغام ہے اور ایمان لانے والے لوگوں کیلئے ہادیؔ اور رحمت ہے'' (الاعراف-۲۰۳)۔

قرآنِ مجید آقائے نامدار رسول کریم ﷺ کے اس فرمان کا راوی ہے کہ اپنی جانب سے کوئی بات منتخب نہیں فرماتے جس کی پیروی خود کرتے ہوں یا لوگوں سے کہتے ہوں بلکہ صرف اس کی پیروی فرماتے ہیں جو ان پر نازل فرمایا گیا اور اسی قرآنِ مجید کو لوگوں کیلئے ھادی، رہنما اور رحمت قرار دیتے ہیں۔ آقائے نامدار پر سلام ہو صبح و شام اور اللہ ہمیں بصارت و بصیرت عطا فرمائے کہ اُن کے اس فرمان کو سمجھیں، مانیں اور اتباع کریں کہ یہ ایسا قول مبارک ہے جو آقائے نامدار ﷺ کی اپنی زبان مبارک سے ادا کیے گئے الفاظ ہی میں ہم تک پہنچا ہے۔